یہ مشائخ و سجادہ نشین؟

از سلیم چوہدری (بشکریہ روزنامہ پاکستان)

زیر مطالعہ سطور میں ہم نے یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ جس زمانے میں ضلع ڈیرہ غازی خان کے "بلوچی سرداران ملازمان رئیسان اور میونسپل کمشنران" شہنشاہ برطانیہ کلاں اور قیصر ہند کے جشن تاج پوشی کے "جشن مبارک پر پرخلوص ہدیہ تہنیت" پیش کرتے ہوئے انگریزی استعمار کے اس نمائندہ بادشاہ کو "ظل یزدانی' آیت دولت جاودانی اور عدل و انصاف اور جہانبانی کے مصدر و منبع" قرار دے رہے تھے اور صوبہ پنجاب کے "خادم الفقراء سجادہ نشینان و علماء مع متعلقین شرفائے حاضر الوقت" جلیانوالہ باغ فائرنگ کیس" کے بدنام زمانہ پنجاب کے لیفٹننٹ گورنر سر مائیکل اڈوائر کی "خدمات جلیلہ" کے اعتراف کے طور پر ان کی خدمت عالیہ میں "دعا نامہ بطور ایڈریس" پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے تھے اس وقت ہندوستانی عوام پر بالعموم اور ہندوستانی مسلمانوں پر بالخصوص انگریز حکمران کیسے کیسے ظلم ڈھا رہے تھے۔

پیشتر اس کے کہ ہم آگے بڑھیں مذکورہ تہنیت نامہ اور دعا نامہ و ایڈریس پیش کرنے والے بلوچ سرداروں اور رئیسوں کے علاوہ مغربی پنجاب کے خادم الفقرا سجادہ نشیناں و علماء کے اسم ہائے گرامی پر ایک نظر ڈالی جائے تو ان میں جہاں حالیہ ڈیرہ غازی خان کے مزاری' سرائی' کھوسہ' دریشک اور گانی بزدار اور لغاری قبیلوں کے سربراہوں کے نام نمایاں طور پر نظر آتے ہیں وہیں مغربی پاکستان کے جن مشائخ کرام کے اسم ہائے گرامی اصل دستاویز میں شامل ہیں ان میں اٹک سے لے کر ملتان تک کے تمام قریشی' مخدوم' گردیزی دیوان بزرگوں کے علاوہ کے تونسہ شریف اور سیال شریف تک کے قابل احترام سجادہ نشینوں کے خود اپنے مبارک ہاتھوں سے ثبت کردہ دستخط بہ آسانی پڑھے جا سکتے ہیں۔

تہنیت نامہ

ڈیرہ غازی خان کے مذکورہ بلوچ سرداروں نے یہ تہنیت ۱۹۰۷ء میں برطانیہ کے بادشاہ ایڈورڈ ہفتم کی تاج پوشی کے موقع پر پیش کیا۔ جب یہ اظہار وفاداری کیا جا رہا تھا اس سے چند ماہ قبل ہندوستان کے مسلمان عوام کے حوالہ سے دو تاریخی واقعات پیش آچکے تھے۔ یہ دونوں واقعات تھے۔

۱۔ وائسرائے ہند لارڈ منٹو سے مسلمانوں کے نمائندہ وفد کی ملاقات (دسمبر ۱۹۰۶ء)

۲۔ آل انڈیا مسلم لیگ کا قیام (دسمبر ۱۹۰۶ء)

برصغیر کے مسلمان رہنماؤں کو وائسرائے ہند کی خدمت میں وفد کی صورت میں کیوں پیش ہونا پڑا اور پھر آل انڈیا مسلم لیگ کے نام سے اسلامیان ہند کی الگ تنظیم کیوں قائم کی گئی ان سوالوں کا جواب "عظیم قائد' عظیم تحریک" کے مصنف ولی مظہر ایڈووکیٹ (ملتان) کی زبانی سنئے۔

"انگریزوں نے اندرون اور بیرون ملک تجارت سے مسلمانوں کی اجارہ داری ختم کر کے صنعت و حرفت پر بھی قبضہ کر لیا۔ اعلیٰ درجہ کے مسلمان پارچہ بافوں کے انگوٹھے قطع کرنے کی ظالمانہ کارروائی

کر کے مسلمانوں کی معیشت کو نقصان پہنچایا۔ ہندو' انگریز گٹھ جوڑ نے مسلمانوں پر تعلیمی اداروں کے دروازے بند کر دیئے۔ نئے تعلیمی اداروں کے قیام کی مخالفت کی تعلیمی اداروں سے متعلق تمام وقف املاک ضبط کر لیں۔ مسلمانوں کو پسماندہ رکھنے کے لئے اقتصادی' معاشی اور تعلیمی بدحالی کا شکار بنایا گیا"

برصغیر کی حکومت پر غیر ملکی سامراج غاصبانہ طور پر قابض تھا۔ صنعت و حرفت' تجارت اور ملازمتوں پر انگریز آقاؤں کے کاسہ لیس غیر مسلموں نے قبضہ کر رکھا تھا۔ ان کے مقابلہ میں مسلمان عوام کی یہ حالت تھی کہ ۔

پھرتے ہیں میر خوار کوئی پوچھتا نہیں

اس زبوں حالی کے عالم میں جب قوم کا درد رکھنے والے مسلم زعماء اپنی سی جدوجہد میں مصروف تھے کہ مسلمانوں کو اور کچھ نہیں تو اپنے دیگر ہم وطنوں کے برابر حقوق اور مراعات دلوا سکیں۔

ولی مظہر ایڈووکیٹ کے بقول:

"پنجاب کے مراعات یافتہ مسلمان جاگیردار خاندانوں نے حصول مناصب و مال کی طمع میں انگریز آقا کا پورا پورا ساتھ دیا اور اس کے صلہ میں جاگیریں' خطابات اور مناصب حاصل کئے انگریز نے بعض غداروں کو اس حد تک نوازا کہ انہیں سائیسی سے اٹھا کر آنریری مجسٹریٹ اور ان کی اولاد کو وزیر اعلیٰ تک بنا دیا"

شاید کچھ تشکک پسند افراد' ان تاریخی حقائق کو الزام برائے الزام قرار دیں۔ لیکن ان سے ہماری گزارش ہے کہ وہ ۱۹۰۶ء میں وائسرائے ہند کی خدمت میں مسلمان عوام کے مطالبات پیش کرنے والے وفد کے ارکان اور اسی سال دسمبر میں نواب سلیم اللہ خان آف ڈھاکہ کی صدارت میں آل انڈیا مسلم لیگ کے قیام کے سلسلہ میں ہونے والے اجلاس کے مندوبین کی فہرست پر ایک نظر ڈال لیں۔ الا ماشاء اللہ اس میں کسی ٹوانے' ٹمن' مخدوم' گردیزی' گیلانی یا قریشی کے علاوہ کسی عبا قبا پوش دینی رہنما کا اسم گرامی بھی نظر نہیں آئے گا۔

دعا نامہ بطور ایڈریس

اس مضمون میں شامل دعا نامہ بطور ایڈریس پنجاب کے علماء مشائخین اور بڑے بڑے اولیاء کرام کے سجادہ نشینوں نے ۱۹۱۹ء میں اپنے دستخطوں سے پنجاب کے لیفٹنٹ گورنر سرمائیکل اڈوائر کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ برطانوی سامراج کے نمائندہ یہ گورنر وہی ذات شریف ہیں جن کے حکم سے بیساکھی کے موقع پر جلیانوالہ باغ امرتسر میں جنرل ڈائر نے نہتے عوام کو بلا اشتعال گولیوں کا نشانہ بنایا اور جب پنجاب کے عوام نے اس ظلم و بربریت کے خلاف آواز احتجاج بلند کی تو سر مائیکل اڈوائر نے امرتسر' لاہور' گوجرانوالہ وغیرہ میں مارشل لاء نافذ کر دیا اور اس کی آڑ میں پنجاب کے عوام پر جو مظالم توڑے گئے ان پر نہ صرف پورا برصغیر سراپا احتجاج بن گیا بلکہ اس ظلم و تعدی کی بازگشت برطانیہ کی پارلیمنٹ کے ایوانوں تک میں سنی گئی۔

جس وقت ہمارے قابل احترام مشائخین علمائے کرام اور سجادہ نشین صاحبان نہ صرف گورنر پنجاب بلکہ اس کی بیوی تک کی "خدمات جلیلہ" کی مدح میں رطب اللسان تھے اور قرآنی آیات کے حوالہ سے انگریزی حکمرانوں کو اسلامیان ہند کے لئے باعث رحمت قرار دے رہے تھے۔ وہ دور برصغیر میں سیاست کے حوالہ سے نہایت طوفانی دور تھا۔ یہ وہی دور تھا جب اسلامیان ہند تحریک خلافت میں جان و مال کی قربانیاں پیش کر رہے تھے۔ اسی دور میں بدنام زمانہ رولٹ ایکٹ پاس ہوا جسے برصغیر کی تمام سیاسی جماعتوں نے اسے "کالا قانون" قرار دیا اور قائد اعظم نے اس کالے قانون کے خلاف احتجاج کے طور پر مرکزی قانون ساز اسمبلی کی رکنیت سے استعفیٰ دے دیا تھا۔

سانحہ جلیانوالہ باغ

۱۳ اپریل ۱۹۱۹ء کو امرتسر میں بیساکھی کا میلہ لگا ہوا تھا مگر اس سال خلاف معمول میلے میں وہ رونق نظر نہیں آرہی تھی جو کبھی اس سے پہلے ہوا کرتی تھی۔ دراصل بیساکھی سے چند روز قبل امرتسر میں انگریز حکومت کے خلاف نہایت سنگین ہنگامے ہو چکے تھے جن کے نتیجہ میں ایک بینک اور متعدد دوسرے کاروباری ادارے لوٹ مار کا نشانہ بنے تھے۔ جبکہ چند انگریز مرد اور خواتین بھی ماری گئیں تھیں۔ جس کی وجہ سے انگریز سول اور فوجی حکام مقامی لوگوں کے خلاف غصہ سے کھول رہے تھے۔

اگرچہ مذکورہ بالا پر تشدد واقعات کے باعث امرتسر کے دو بڑے رہنماؤں ڈاکٹر سیف الدین کچلو اور ستیہ پال آنند کو بغاوت کے الزام میں گرفتار کر لیا گیا مگر اس کے باوجود ۱۳ اپریل کو شہر میں اعلان کیا جانے لگا کہ آج بعد از دوپہر جلیانوالہ باغ میں ایک احتجاجی جلسہ منعقد ہو گا جس سے ڈاکٹر سیف الدین کچلو اور ستیہ پالی آنند خطاب کریں گے۔ شہر کے بیشتر لوگوں کو تو معلوم تھا کہ دونوں رہنما گرفتار ہو چکے ہیں لیکن میلہ دیکھنے آئے ہوئے دیہاتی اس بات سے لاعلم تھے۔ چنانچہ جب سٹیج پر دھری ایک کرسی پر ڈاکٹر سیف الدین کچلو کی تصویر کی زیر صدارت جلسہ شروع ہوا تو چاروں طرف سے دیواروں سے گھرے ہوئے جلیانوالہ باغ میں تو حاضرین جلسہ میں زیادہ تعداد دیہاتی لوگوں کی تھی۔

ابھی جلسے کے پہلے مقرر کو تقریر شروع کئے زیادہ دیر نہ ہوئی تھی انگریز سپاہیوں کی بڑی تعداد بریگیڈئر جنرل ڈائر کی زیر کمان جلسہ گاہ میں داخل ہونا شروع ہوئی اور انہوں نے جلسہ گاہ کو اپنے محاصرہ میں لیتے ہی فائرنگ شروع کر دی جس سے جلسہ گاہ میں بھگدڑ مچ گئی۔

جلیانوالہ باغ چاروں طرف سے شہری آبادی میں گھرا ہوا تھا اور اس میں داخلے کا صرف ایک ہی راستہ تھا لہٰذا غصے اور نفرت سے بھرے ہوئے جنرل ڈائر کے منہ سے ایک لفظ "فائر" نکلنے کے بعد نہتے اور بے بس شہریوں پر جو بیتی وہ "امرتسر میں قتل عام" نامی کتاب کے ایک انگریز مصنف کی تحقیقات کے مطابق پنجاب کے گورنر مائیکل اوڈائر کے زیر ہدایت جنرل ڈائر کے حکم پر کی گئی سنگدلانہ فائرنگ میں کل ۱۶۵۰ راؤنڈ چلائے گئے جن کے نتیجہ میں ۳۷۹ افراد ہلاک اور ۱۲۰۰ سے زائد افراد زخمی ہوئے۔ جنرل ڈائر جس فوج کو بزعم خویش بغاوت پر قابو پانے کے لئے وہاں لے کر آیا تھا' مذکورہ بالا انگریز مصنف کے بقول جلسہ کے حاضرین کی طرف سے اس فوج پر ایک پتھر تک نہیں پھینکا گیا۔

درج بالا سطور سے ثابت کرنا مقصود ہے کہ پاکستان کے قیام سے لے کر اب تک جو لوگ برسر اقتدار چلے آ رہے ہیں ان کے پاس جو میلوں پر محیط جاگیریں اور زمینداریاں ہیں وہ ان کے اجداد نے اپنے ہم وطن عوام کے مفادات و حقوق اپنے غیر ملکی آقاؤں کے ہاتھ فروخت کر کے حاصل کی تھیں۔ وہ سرمائیکل اوڈوائر جس نے جلیانوالہ باغ کے سانحہ کے بعد پنجاب کے کئی اضلاع میں مارشل لاء نافذ کیا اور انگریز فوجیوں نے عوام کو ٹکٹکی پر چڑھا کر ان پر کوڑے برسائے اور غریب اور بے کس لوگوں کو کیڑوں مکوڑوں کی طرح پیٹ کے بل رینگ کر گلیاں اور سڑکیں عبور کرنے پر مجبور کیا' اسی جنرل اڈوائر کو ہمارے قابل احترام علمائے' مشائخ کرام قرآنی آیات کے حوالہ سے عدل و انصاف کا پیکر اور اس کی "خدمات جلیلہ" کی مدح میں دعائیں قصیدے بصورت ایڈریس پیش کر رہے تھے۔ کیا علامہ اقبال' قائد اعظم 'سردار عبدالرب نشتر اور خان لیاقت علی خان کے ذہن میں اسی پاکستان کا تصور تھا جہاں حکومت اور اقتدار انگریز کے قصیدہ گو کاسہ لیسوں کے ہاتھ میں ہو گا؟ یہ ایک ایسا سوال ہے جس کا جواب اب شاید کوئی نہ دے گا کیونکہ جو لوگ جواب دے سکتے تھے وہ رخصت ہو چکے ہیں اور جو باقی بچے ہیں وہ منقار زیر پر گوشہ نشینی اختیار کر چکے ہیں۔ اب جو لوگ سیاست سیاست کا کھیل کھیل رہے ہیں ان کا مقصد صرف اور صرف اقتدار کا حصول ہے۔ اس کے لئے وہ کسی اصول' ضابطے یا اخلاق کے پابند نہیں۔ کوئی کسی کو ریفری ماننے کے لئے تیار نہیں لوز "فاؤل" کھیلنے کا نام انہوں نے سیاست رکھ چھوڑا ہے۔

حرف آخر

زیر نظر مضمون میں سرمائیکل اڈوائر کا نام بار بار آیا ہے' اس نے اہل پنجاب پر جو ظلم و ستم ڈھائے' قدرت نے اسے ان کی کیا سزا دی' اس کا ذکر بے جا نہ ہو گا۔ جب وہ ریٹائر ہو کر واپس وطن پہنچا تو اودھم سنگھ نامی پنجاب کے ایک سپوت نے لندن تک اس کا تعاقب کیا اور ایک روز جب سرمائیکل اوڈوائر لندن کے ایک ہال میں منعقدہ تقریب کے شرکاء کو خطاب کر رہا تھا' اودھم سنگھ نے کمال دلیری سے پستول کی گولیوں سے اس کا کام تمام کر دیا گرفتاری کے بعد پولیس نے اس کے خلاف مقدمے درج کرنے کے لئے جب اس کا نام پوچھا تو اس نے اپنا نام رام محمد سنگھ بتایا اور آخری دم تک اسی پر اڑا رہا۔

سالانہ قرآن و حدیث کانفرنس

مرکزی جماعت غرباء اہل حدیث پاکستان کی شوریٰ نے طے کیا ہے کہ جماعت کی سالانہ کل پاکستان قرآن و حدیث کانفرنس اس سال اکتوبر ۹۲ء کے آخری ہفتہ میں کراچی میں منعقد ہو گی کانفرنس میں پاکستان بھر کے جید علماء کرام کے علاوہ دیگر اسلامی ممالک کے زعماء بھی شرکت کریں گے۔ کانفرنس کی حتمی تواریخ کا اعلان اور تفصیلی اشتہار عنقریب شائع کیا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

منجانب : دفتر مرکزی دارلامارت جماعت غربا اہلحدیث کراچی پاکستان